رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

الحکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
کھلی ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب۔ احمدی۔

قیمت سالانہ ... عام ۵

جلد ۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۱

انصار الحکم

ہفتہ زیر اشاعت میں مندرجہ ذیل بزرگوں نے الحکم کے مربیوں میں شامل ہونے کی مسرت کا اظہار کیا۔

(۱) مکرمی محمد افضل خانصاحب سب انسپکٹر نے مربیان درجہ اول میں شمولیت اختیار کی اور پہلی قسط آتی ہے۔

(۲) میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ معاونین درجہ دوم میں داخل ہوئے ؛

قرآنی صداقتوں کا جلوہ گاہ

(۱) سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین نے ۱۰ جلدوں کی خریداری منظور کی۔

ابھی الحکم کے معاونین اور قرآنی صداقتوں کے جلوہ گاہ کے لئے بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ چند احباب اس کام کو اپنے ذمہ لیں۔

درخواست دعا

عزیزی میاں حاکم دین اور لال دین دونوں بھائی علی الترتیب بی۔اے اور الف۔اے۔ کے امتحان میں امسال شریک ہوئے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں ؛

جنازہ غائب پڑھا جاوے سلسلہ احمدیہ کے نہایت مخلص اور سرگرم رکن ملک شیر محمد خان صاحب سکنہ کوٹ رحمت خان کی لڑکی فوت ہوگئی ہے احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل۔ آمین ؛

ترجمۃ القرآن کا سترھواں پارہ

قرآن مجید کا سترھواں پارہ مع ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کے شائع ہو چکا ہے اس کا ہدیہ علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ ہے۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف کے عاشق اسے بہت جلد لیں۔ تاکہ اٹھارواں پارہ شائع ہو۔ دفتر الحکم قادیان سے منگواؤ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر شائع ہوا۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

مخدومی حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے بیان کردہ شمایل مہدی کا ایک حصہ برادرم منشی محمد عبد الصمد صاحب جالوی نے بھیجا ہے میں اسے اپنے رنگ میں بیان درج کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس برگزیدہ محبوب آفاق کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے ٭ آمین ٭

اکرام ضیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنت انبیاء کے موافق بڑے مہمان نواز تھے اور اپنے آرام کو دوسروں کے لئے قربان کر دیتے تھے اس کی بہت سے واقعات اور شواہد سے تصدیق ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک مہمان نے آکر کہا کہ میرے پاس بسترہ نہیں ہے حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب کو (جو آج کل قادیان میں مختصر سی دوکان کرتے ہیں اور حضرت کے بہت پرانے خادم ہیں) کو کہا کہ اسکو لحاف دیدو۔ حافظ حامد علی نے کہا کہ یہ شخص لحاف لیجائیگا وغیرہ وغیرہ۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ لحاف لے گیا تو اس کا گناہ ہوگا۔ اور اگر بغیر لحاف کے سردی سے مر گیا تو ہمارا گناہ ہوگا!

(۲)

ایک دفعہ مہمان کثرت سے آگئے بیوی صاحبہ (حضرت ام المومنین) گھبرا گئیں۔ مجھے (مفتی محمد صادق) جو مکان حضرت صاحب نے دے رکھا تھا وہ بالکل نزدیک تھا۔ میں سنتا رہا حضرت صاحب نے بیوی صاحبہ کو ایک کہانی سنانی شروع کی۔ فرمایا۔ ایک شخص کو جنگل میں رات آگئی اس نے ایک درخت کے نیچے بسیرا کر دیا اس درخت کے اوپر ایک کبوتر اور کبوتری کا گھونسلہ بنا ہوا تھا وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہمارے ہاں مہمان آیا ہے۔ اس کی کیا خاطر کریں۔ نر نے کہا سردی ہے بسترہ اس کے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ گرا دیں اس سے آگ جلا کر یہ رات گذار لیگا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ اب اس کے واسطے کھانا نہیں ہے ہم دونوں اپنے آپ کو نیچے گرا دیں۔ تاکہ یہ ہمیں ہی کھالے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس لطیف پیرایہ میں **اکرام ضیف** کی تاکید فرمائی۔ **حضرت ام المومنین** کو اللہ تعالیٰ نے خود ایک **وسیع حوصلہ** دیا ہے۔ اور وہ مہمانوں کی **خدمت و دلداری** میں جو حصہ لیتی ہیں۔ اس سے وہ لوگ خوب واقف ہیں جن کی مستورات سالانہ جلسہ کی تقریب پر یہاں آیا کرتی ہیں شروع شروع میں قادیان میں جبکہ ضروری اشیاء بھی بڑی دقت سے ملا کرتی تھیں تو مہمانوں کی کثرت بعض اوقات انتظامی دقتیں پیدا کر دیا کرتی تھی۔ یہ گبھراہٹ بھی انہیں دقتوں کے رنگ میں تھی۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی مہمان نوازی کا ہی کا بہترین سبق نہیں بلکہ مہمانوں کے لئے وہ اعلیٰ درجہ کی محبت اور ایثار جو آپ میں تھا اور جو آپ اپنے گھر والوں کے دلمیں پیدا کرنا چاہتے تھے اس کی بھی نظیر ہے۔ جو آپ کی حسن معاشرت پر بھی معاً روشنی ڈالتا ہے کہ کس رفق اور اخلاق کے ساتھ ایسے موقعہ پر کہ انسان گھبرا جاتا ہے اصل مقصد کو زیر نظر رکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

چشم پوشی آپ علی العموم چشم پوشی سے بہت کام لیتے تھے۔ مگر یہ آپ کی عادت میں نہ تھا کہ کسی ایسے معاملہ میں چشم پوشی کریں جس کا اثر سلسلہ پر یا اسلام پر پڑتا ہو۔ ایسے معاملات میں آپ کی طبیعت بڑی غیور رہتی اور آپ ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کسی ایسے موقعہ پر **اغماض** سے کام لیں۔ ایسے معاملات میں جو بشری کمزوریاں کا ایسا رنگ رکھتے ہوں کہ شخصی اصلاح چاہتے ہیں ان میں آپ نقصان اٹھا کر بھی چشم پوشی فرماتے۔ **مفتی صاحب** نے اس موقعہ پر جو واقعات بیان فرمائے وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ایک مرتبہ **لانگری** کے روٹیاں چرانے کی شکایت ہوئی۔ فرمایا کہ کوئی روٹیاں نہ چرائیو الا لاؤ۔ فرمایا یہ ایک روٹی کے واسطے دو دفعہ جہنم میں غوطہ لگاتا ہے۔ اس کام کے لحاظ سے اس میں نقص بھی ہے

(۲) میں نے (مفتی صاحب) اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت کی بیعت کی تھی مگر بعض نقص بھی تھے میں اور منشی ظفر احمد صاحب حضرت صاحب کے ساتھ ہو

حیاتِ نور میں سے کچھ

الحکم کے اس دورِ جدید میں میں اپنے محسن و مخدوم حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ملفوظات و خطبات۔ آپ کی سیرۃ و شمائل میں سے کچھ بھی تو الحکم میں نہیں لکھ سکا۔ مجھکو اپنی اس غفلت کا احساس و اعتراف ہے لیکن میں قارئینِ الحکم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ الحکم کی ابتدائی منزل کی دقتیں ابھی تک سنگِ راہ ہیں۔ اور میں اس کا صحیح پروگرام انشاء اللہ کسی قریب ترین اشاعت میں شائع کرنے والا ہوں۔ اور اس کے مستقل پروگرام میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے کارنامے اور آپ کے نصائح داخل ہیں تاہم میں آج حیات نور کی کچھ کرنیں الحکم کے ذریعہ پہونچاتا ہوں

(ایڈیٹر)

علم حدیث کو نورالدین رضہ نے کس نظر سے پڑھا

عام طور پر لوگ علوم کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ان کی کچھ خاص اغراض ہوتی ہیں۔ مثلاً ان علوم کے عالم و ماہر کہلائیں اور نام و نمود حاصل کریں بالآخر کچھ مادی مفاد ہوں۔

مگر نورالدین کی غرض و غایت مختلف علوم کے حصول سے جو کچھ تھی وہ ان کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور علوم کے متعلق ان کی غابر نظر جس مقام پر پہونچی ہوئی تھی وہ ایک جدا مضمون ان کی علمی بلند پروازیوں پر چاہتی ہے۔ اس وقت میں صرف علم حدیث کے متعلق ان کا مقصد اور مدعا ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کس لئے علم حدیث کو پڑھنا ضروری سمجھتے تھے۔ فرمایا

"احادیث کے پڑھنے کے بہت فوائد ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کا بہت موقعہ ملتا ہے اور یہ کہ انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مذہب کس قدر پھیلا ہوا تھا۔ اور یہ کہ اس سے انسان کی عقل بڑی تیز ہو جاتی ہے کیونکہ مختلف اقوال سنتا ہے کسی کو ترجیح دیتا ہے کسی کو ضعیف قرار دیتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا آدمی اللہ تعالیٰ کو راضی کر ہی لیتا ہے۔ ابن عباس رض کی طرح ایک رکعت صلوٰۃ الوتر پڑھنے والے بھی خدا رسیدہ ہو گئے اور دو رکعت پڑھنے والے بھی خدا رسیدہ ہو گئے"

جو فوائد نورالدین رض نے علم حدیث کے بیان کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ یہی اغراض اس کے اپنے زیر نظر تھے اور اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس نے طوطے کی طرح ان احادیث کو نہیں پڑھا اور رٹا بلکہ ان پر تنقید کی اور خوب غور و فکر کے بعد احادیث کی صحت کے مدارج قائم کئے۔ اونہوں نے خود ایک مجتہدانہ طبیعت پائی تھی یہاں تک کہ بعض احادیث کی ایسی لطیف تشریح فرماتے تھے کہ ہندوستان کے استاد حدیث مولوی سید نذیر حسین صاحب کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ یہ واقعہ میں کسی دوسرے مقام پر بیان کرونگا

پھر نور دین کے دل میں اشاعت اسلام اور توسیع ملت خیر الانام کے لئے بھی خاصی محبت اور جوش اس سے پایا جاتا ہے کیونکہ وہ حدیث پڑھتا ہے تا معلوم کرے کہ اسلام کو کہاں تک وسعت حاصل ہو چکی تھی اور اس کے کیا اسباب تھے۔ ان سب باتوں کے علاوہ اس کی فطرۃ میں خدا تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنیکا بیحد جوش تھا اور وہ اس راہ کی تلاش کرتا تھا جس سے خدا کی رضا حاصل ہو۔ اس ضمن میں شاید یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضرت خلیفہ اول کو حدیث کی تدریس کا بھی بہت ہی شوق تھا۔ قرآن کریم اور حدیث کے دائمی درس ان کے ہاں جاری رہتے تھے اور علم حدیث کو تکمیل علم دین کے لئے لازمی قرار دیتے تھے اس کا اس سے ہی پتہ لگتا ہے کہ آپ نے اپنی آخری وصیت میں

قرآن کریم اور حدیث کے درس کے اجرا

کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت ابھی تک بحال نہیں ہوئی۔ آپ باہر تشریف نہیں لا سکتے۔ اگرچہ دماغی محنت سردست آپ کے لئے مناسب نہیں تاہم خطوط کے جواب لکھواتے ہیں۔ ہر چند چلنا پھرنا آپ کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ مگر ضعف کی وجہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔

احباب التزاماً آپ کی صحت کامل و عاجل کے لئے دعا کرتے رہیں

۲۔ بٹالہ کے مباحثہ آریہ سماج میں مولوی فاضل شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے آریہ معترض کے سوالات کے بے تکلف جوابات دیئے۔ آریہ مناظر اپنی پوزیشن کو قائم نہ رکھ سکا۔ اور مطالبات فاضل مصری کا جواب اس سے نہ بن پڑا۔

۳۔ قرآن مجید۔ حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روزانہ تین درس حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے جاری ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید کا درس مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حدیث کا قاضی سید امیر حسین صاحب اور کتب مسیح موعودؑ کا مولوی محمد اسماعیل صاحب دیتے ہیں۔

آل انڈیا ایورویدک کانفرنس لاہور کا اجلاس

کانفرنس مذکور کا اجلاس ۲۶ اپریل ۱۹۱۸ء سے یکم مئی ۱۹۱۸ء تک ہوگا۔ یہ جلسہ ایک مفید اور علمی جلسہ ہے طبی مذاق رکھنے والے لوگ اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھائیں گے۔ پروگرام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت کو مفید بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے افسوس ہے کمی گنجائش کے باعث ہم اسے پورا شائع نہیں کر سکتا مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ انشاء اللہ یہ اجلاس بہت معنی خیز اور مفید ہوگا۔ جو صاحب شریک ہونا چاہیں وہ پنڈت ٹھاکر دت وید (امرت دھارا) سکرٹری استقبالیہ کمیٹی کو اطلاع دیں باہر سے آنے والے بھائیوں کے قیام و طعام کا وہ انتظام کریں گے۔

کلیات امیر خسروؒ

حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اور آپ کا کلام کسی معرفی کا محتاج نہیں۔ کلیات خسرو کی ترتیب۔ تنقیح۔ تنقید و طبع کے اخراجات کے لئے جس قدر سرمایہ کی ضرورت تھی اس سے سرکار نظام کی علم دوست حکومت نے کارکنوں کو مستغنی کر دیا۔ چار سال کی لگاتار محنت سے کلیات خسرو کی اشاعت و نشر کا کام شروع ہو گیا ہے۔ انسٹیٹیوٹ پریس علی گڈھ نے جس عمدگی اور نفاست کے ساتھ اس سلسلہ کو شائع کرنا شروع کیا ہے اس پر کسی اضافہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ بالفاظ جناب نواب عماد الملک بالقابہ "چھاپہ۔ کاغذ خط ہر وجہ سے کتاب میری رائے ناقص میں لاجواب ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی عمدگی میں کیونکر اضافہ ہو سکتا ہے" حقیقت میں کتاب کو دیکھکر نواب صاحب کی رائے سے بے اختیار اتفاق کرنا پڑتا ہے۔ کلیات امیر خسرو کے سلسلہ میں مثنوی مجنون لیلیٰ دفتر الحکم میں آئی ہے اس کتاب کو جس اہتمام اور محنت سے شائع کیا گیا ہے۔ وہ قابل داد ہے۔ شروع میں جناب مولانا مولوی محمد حبیب الرحمان خانصاحب شروانی کا عالمانہ اور محققانہ مقدمہ نے کتاب کی قدر و قیمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ میری رائے میں کوئی کتب خانہ اس سے خالی نہیں رہنا چاہیئے علم دوست احباب اور اخبار فارسی کے موید اس کو ضرور لیں قیمت فی نسخہ علاوہ محصول قسم اول کاغذ اعلیٰ درجہ کا نہایت دبیز جلد نفیس [illegible]۔ قسم دوم کاغذ دبیز چکنا ولائتی جلد چرم و پارچہ [illegible] کاغذ دبیز دیسی عمدہ جلد چار روپیہ ملنے کا پتہ انسٹیٹیوٹ پریس علی گڈھ۔ اس سلسلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم فروری ۱۹۰۶ء کو ایک خط لکھا تھا۔ اس میں حضور نے لکھا۔ لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر یہ توبہ کر جاتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر ترجیح دونگا۔ لیکن یہاں سے جاکر بھول جاتے ہیں وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر وہ یہاں نہ آئینگے دنیا نے ان کو پکڑ رکھا ہے اگر دین کو دنیا پر ترجیح ہوتی تو وہ دنیا سے فرصت پاکر یہاں آتے ''

(خواجہ صاحب اس خط کو اپنے موجودہ حالات اور واقعات کی روشنی میں پڑہیں۔ اور پھر پڑہیں۔ ایڈیٹر)

فرمایا۔ یہ آسمانی کام ہے اور آسمانی کام رک نہیں سکتا اس معاملہ میں ہمارا قدم ایک ذرہ بھی درمیان نہیں۔

فرمایا۔ لوگوں کی گالیوں سے ہمارا نفس جوش میں نہیں

ایڈیٹر۔ لاریب حضور کا عمل در آمد تو یہ ہے ؎

گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو ٭ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے

فرمایا۔ دولتمندوں میں نخوت ہے۔ مگر آج کل کے علماء میں اس سے بڑھ کر ہے ان کا تکبر ایک دیوار کی طرح ان کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ میں اس دیوار کو توڑنا چاہتا ہوں جب یہ دیوار ٹوٹ جائیگی تو وہ انکسار کے ساتھ آئینگے ٭

(ایڈیٹر) للہ در من قال ؎ گر علم خشک و کوری باطن نہ رہ زدے

ہر عالم و فقیہ شدے ہم چو چاکرم

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو۔ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے۔ تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو۔ تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے۔ یہ مقام بہت نازک ہے۔

دعا اور توجہ

۲۶ جولائی ۱۹۰۵ء فرمایا۔ دعا اور توجہ میں ایک روحانی اثر ہے جس کو طبعی لوگ جو صرف مادی نظر رکھنے والے ہیں سمجھ نہیں سکتے۔ سنت اللہ میں دقیق در دقیق اسباب کا ذخیرہ ہے جو دعا کے بعد اپنا کام کرتا ہے۔ نیند کے واسطے طبعی اسباب رطوبات کے بیان کئے جاتے ہیں مگر بہت دفعہ ایسا بھی ہوگا کہ بغیر رطوبات کے اسباب کے ایک غنودگی سی آجاتی ہے اور ایک حالت طاری ہوتی ہے جس میں سلسلہ الہامات کا وارد ہوتا ہے اور وہ بعض اوقات ایسا ہی سلسلہ ہوتا ہے کہ انسان بار بار اپنے سے سوال کرتا ہے اور آپ جواب دیتا ہے۔ ایسا ہی بعض مادی لوگوں نے چند ظاہری اسباب کو دیکھکر فتویٰ لگایا ہے کہ اب زلازل کا خاتمہ ہے اور دو سو سال تک یہاں کوئی زلزلہ نہیں آئیگا۔ لیکن یہ لوگ دراصل اللہ تعالیٰ کے باریک رازوں اور اسباب سے بیخبر ہیں وہ ظاہر عالم اسباب کو جانتے ہیں لیکن اس کا ایک باطنی عالم اسباب بھی ہے ؎

فلسفی کو منکر حنانہ است ٭ از حواس انبیا بیگانہ است

اس جہان کے لوگ جب فتنہ و فساد کی کثرت کو دیکھکر اس کی اصلاح سے عاجز آجاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ایسے قویٰ عطا کرتا ہے جنکی توجہ سے سب کام درست ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دعا کے ذریعہ سے عمریں بڑھ جاتی ہیں۔

انبیاء خلقت کی ہدایت کیواسطے بہت توجہ کرتے ہیں اسیکی طرف قرآن شریف

شذرات

کہاجاتا ہے کہ میں تجویزی دماغ کا انسان ہوں۔ الحکم کے صفحات پر بہت سی تجویزیں آئیں اور اس سے آگے کوئی عملی صورت اختیار نہ کرسکیں۔ ممکن ہے یہ خیال درست ہو۔ مگر دائرہ عمل میں بہت سے نقوش ملیں گے۔ جو تجویزی دماغ کے دست عمل کا پتہ دیتے ہیں۔ باایں مجھے اعتراف ہے کہ میں تجویزی دماغ رکھتا ہوں تو کیا یہ مناسب نہیں کہ ان تجویزوں سے عملی گروہ فائدہ اٹھالیا کرے۔

طلبہ قدیم مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ میں بہت سے وجود ایسے ہیں جو احمدی جماعت میں معروف نہیں یہاں تک کہ ان کے اشغال اور مدرسہ و سلسلہ کے ساتھ دلچسپی کے حالات سے وہ لوگ بھی کمتر واقف ہیں جو مدرسہ کے ناظم و افسر ہیں۔ اس لئے اگر طلبہ قدیم پسند کریں تو الحکم میں مستقل طور پر طلبہ قدیم کے حالات ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے چھپتے رہیں اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ خود طلبا میں بھی باہم اتحاد و تعارف کا ایک سلسلہ قائم رہیگا۔

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام کا جب پہلا نمبر شائع ہوا تو جلد بازوں نے عداوت و حسد کے غلام بن کر بعض اعتراض کئے۔ اور لکھا کہ ایڈیٹر الحکم کو کچھ عرصہ کے لئے پنشن دیدو تاکہ کوئی دوسرا اس سے بہتر لکھکر شائع کردے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو موقعہ دیا۔ اور ایڈیٹر الحکم قلم رکھ کر بیٹھ گیا۔ مگر اس کا علاج کہ خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق نہ دی۔

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ اب خدا کے فضل و کرم سے پھر میں شروع کرتا ہوں۔ میری غرض حضرت کے ان حالات و واقعات کو جمع کردینا ہے جن کا میں امین ہوں۔ وہ لوگ احمق ہیں جو سمجھتے ہیں کہ سیرۃ مسیح موعود میری تالیف پر ختم ہو جائے گی میں نہیں جانتا اس عظیم الشان انسان کی کتنی سیرتیں لکھی جائینگی سیرۃ کے لئے کاتب ملازم رکھ لیا گیا ہے اور جلد اس کے قادیان پہونچ جانے کی توقع ہے۔ میں یہ بھی ظاہر کردینا چاہتا ہوں کہ عوام کو تو نہیں بعض خواص کو یہ ایک مغالطہ لگا ہوا ہے کہ ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کیریکٹر کو پیش نہیں کیا گیا۔ انہیں معلوم نہیں کہ اس مقصد کے لئے شمائل و اخلاق و عادات پر ایک مستقل حصہ سیرۃ کا ہے۔ جو دوسری جلد میں ہوگا۔ ایسا ہی آپ کے علم کلام پر الگ بحث ہے۔ میں اپنے محبوب آقا کی ایک خدمت کرنی چاہتا ہوں۔ اس کی توفیق کا اللہ کے فضل سے امیدوار ہوں جو اپنے آقا و مولا سے محبت رکھتے ہیں وہ میرے لئے نہیں اس محبت کے جذبہ سے میرے رفیق ہو جائیں۔ اس راہ میں میری روکوں کو دور کرنے کے لئے طیار ہوں۔

سیرۃ کے اس نمبر کے شائع کرنے کے لئے دو سو روپیہ کاغذ کے لئے مطلوب ہے خریداران سیرۃ اگر اس کے لئے ہاتھ بٹائیں تو اس کی طبع کا انتظام جلد ممکن ہے۔ کاغذ دن بدن گران ہو رہا ہے۔ کمیاب بھی ہو رہا ہے اس لئے جلد کاغذ کا سامان ہونا چاہیئے۔

سیرۃ کے دو نمبر اس وقت تک شائع ہو چکے ہیں اور ہر دو نمبروں کی قیمت بے جلد کے لئے عہ اور مجلد کے لئے عہ ہے اگر ایک سو احباب یہ نمبر خرید لیں تو یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ پہلے قیمت ہر دو نمبروں کی عہ تھی مگر اب قیمت میں ۸ اضافہ کردیا ہے۔

مکتوبات احمدیہ

صاحبزادہ سراج الحق صاحب کے نام

(سورۃ فاتحہ کی اجازۃ کی حقیقت)

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ آنمخدوم پہونچا موجب خوشی ہوا۔ خداوندکریم آنمکرم کو خوش وخورم رکھے۔ یہ عاجز کچھ عرصہ بیمار رہا۔ اور اب بھی اس قدر ضعف ہے کہ کوئی کام محنت کا نہیں ہوسکتا۔ اسی باعث سے ابھی کام حصہ پنجم شروع نہیں ہوا۔ بعد درستی وصحت طبیعت انشاءاللہ شروع کیا جائیگا۔ آپنے جو سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کی اجازت چاہی ہے۔ یہ کام صرف اجازت سے نہیں ہوسکتا بلکہ امر ضروری یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے مضمون سے مناسبت حاصل ہو یعنی انسان کو ان باتوں پر ایمان اور ثبات حاصل ہوجائے جو سورۃ فاتحہ کا مضمون ہے تو برکات سورۃ فاتحہ سے مستفیض ہوگا،، آپ کی فطرت بہت عمدہ ہے اور میں بھی امید رکھتا ہوں کہ خداوندکریم جلشانہٗ آپ کی جدوجہد پر ثمرات حسنہ مرتب کریگا۔ وقال اللہ تعالیٰ۔ والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا ۔ والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۷ مارچ ۱۸۸۸ء

صاحبزادہ سراج الحق کے نام تعزیت نامہ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم صاحبزادہ سراج الحق سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ واقعہ وفات آپ کی والدہ ماجدہ سے حزن واندوہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا تعالیٰ آپکو صبر بخشے۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ آپ اولیاءؒ کے قائل ہیں اور حقیقت ولایت کو بدلی اعتقاد مانتے ہیں عجیب خیال کے وہ لوگ ہیں کہ قائلین کو منکرین قرار دیں۔ اور تکفیر میں مستعجل ہوں۔ ایک مولوی صاحب نے میری تکفیر کے لئے مکہ معظمہ تک تکلیف کشی کی کسی کے کافر کہنے سے کب کوئی کافر بن سکتا ہے۔ کافر وہ ہے۔ جو خدا کے نزدیک کافر ہے۔ جو شخص مسلمان کو کافر کہے درحقیقت وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر ٹھہرتا ہے ایسے لوگوں کی باتوں سے مضطرب نہیں ہونا چاہیئے۔ میرے نزدیک مومن کی یہی نشانی ہے کہ نادان لوگ اس کو کافر کہیں فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا۔ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔ صرف اس مضمون کے چند کلمے شائع کردیئے جائیں۔ کہ بھائیو! ہم مسلمان ہیں اور اولیاء کے وجود کے قائل ہیں۔ اور حقیقت ولایت کے معترف ہیں۔ جو شخص ہم پر الزام لگاتا ہے۔ وہ جھوٹا ہے والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۵ جنوری ۱۸۹۰ء

تعبیر خواب

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے۔ کہ امام صاحب کی سیرۃ اور صورت کے مشابہ اور ان کے کمالات کا مثیل کوئی امام پیدا ہوگا اور وہ آپ کو یقین اور علم ومعرفت کا سبق پڑھائے گا یعنی آپ کے اطمینان اور رفع وساوس کا موجب ہوگا۔ بشیر کی وفات کے متعلق ایک دوست کو میں نے خط لکھا ہے۔ امید ہے کہ ہفتہ عشرہ تک اس کی نقل آپ کی خدمت میں روانہ کرونگا۔ خیر وعافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد۔

از قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نادر و نایاب تحریریں

فلسفۂ اخلاق اور عملی صراط مستقیم یعنی تخلّی عن الرذائل و تحلّی بالفضائل

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے۔ کہ حقیقی نیکی بجالائے۔ یعنی وہ ام[ور] جو حقیقت میں ان کے حق میں اصلح اور انسب ہے بجالانا یہی توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اس میں یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں۔

اور حق النفس میں علمی صراط مستقیم یہ ہے کہ جو جو نفس میں آفات پیدا ہوتی ہیں۔ جیسے عجب اور ریا اور تکبر اور حقد اور حسد اور غرور اور حرص اور بخل اور غفلت اور ظلم ان سب سے مطلع ہونا اور جیسے وہ حقیقت میں اخلاق رذیلہ ہیں ویسا ہی ان کو اخلاق رذیلہ جاننا۔ یہ علمی صراط مستقیم ہے۔ اور یہ توحید علمی ہے۔ کیونکہ اس سے عظمت ایک ہی ذات کی نکلتی ہے۔ کہ جس میں کوئی عیب نہیں۔ اور اپنی ذات بس قدوس ہے۔

اور حق النفس میں عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ نفس سے ان اخلاق رذیلہ کا قلع قمع کرنا توحید حالی اور صفت تخلّی عن الرذائل اور تحلّی بالفضائل سے متصف ہونا یہ عملی صراط مستقیم ہے۔ کیونکہ موحد کی اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنے دل کو غیر اللہ کے دخل سے خالی کرے اور اس کو فنا فی تقدس اللہ کا درجہ حاصل ہو۔

پس میں اور حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے اس میں ایک ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ جو عملی صراط مستقیم حق النفس کا وہ صرف ایک ملکہ ہے۔ جو بذریعہ ورزش کے انسان حاصل کرتا ہے اور وہ ایک باطنی شرف ہے۔ خواہ خارج میں کبھی ظہور میں آوے یا نہ آوے۔ لیکن حق العباد میں جو عملی صراط مستقیم ہے وہ ایک خدمت ہے اور یہ تب ہی متحقق ہوتی ہے کہ جب افراد کثیرہ بنی آدم کو خارج میں اس کا اثر پہنچے اور شرط خدمت کی ادا ہو جاوے۔ غرض تحقیق عملی صراط مستقیم حق العباد کا ادائے خدمت میں ہے اور عملی صراط مستقیم حق النفس کا صرف تزکیہ نفس پر مدار ہے۔ کسی خدمت کا ادا ہونا ضروری نہیں۔ یہ تزکیہ نفس ایک جنگل میں اکیلے رہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے لیکن حق العباد بجز مجالست بنی آدم کے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ رہبانیت اسلام میں نہیں۔ اب جاننا چاہیئے کہ صراط مستقیم علمی اور عملی سے غرض اصلی توحید علمی اور توحید عملی ہے یعنے وہ توحید جو بذریعہ علم کے حاصل ہو اور توحید جو بذریعہ عمل کے حاصل ہو۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں بجز توحید کے اور کوئی مقصود قرار نہیں دیا گیا اور باقی سب اس کے وسائل ہیں ایسا ہی اخلاق فاضلہ کا حاصل کرنا توحید عملی کے قائم کرنے کے لئے ہے کہ تا انسان کے آئینہ وجود میں اخلاق اللہ کا عکس منعکس ہو کر اس کو بالکل خودی اور ہستی سے محو کرے۔ پس اگر انسان بطور خدمت مخلوق کے اپنے اخلاق کو معرض ظہور میں لاتا ہے۔ تو یہ سارا کام اس غرض سے ہوتا ہے کہ تا اپنے افعال کو مبدء قدیم کے افعال میں فانی اور گم کرے۔ جیسا فرمایا۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

اور جیسا فرمایا بی یسمع بی یبصر بی یمشی اور اس حالت میں کہ افعال اس کے فعل الٰہی کا ایک سایہ ہوتے ہیں تو اسی صورت میں بجز التزام حق اور حکمت کے اور کسی چیز کا التزام اس کے خیال میں نہیں آتا۔ اور جو مقتضائے حق اور حکمت کا ہوتا ہے وہی اس سے صادر ہوتا ہے اور اسی کو وہ اصل محکم سمجھ کر اس سے جو کمی بیشی ہو اس کو افراط اور تفریط سمجھتا ہے۔

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دخل غیر اللہ سے پاک اور صاف کرے

(باقی آئندہ)

مدرسہ احمدیہ کیلئے تحریکات یا صدا بہ صحرا

مدرسہ احمدیہ کے لئے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں تحریک کی گئی تھی۔ مگر ابھی تک وہ صدا بہ صحرا کی مصداق ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب افسر ناظم مدرسہ احمدیہ نے بھی الفضل کے ذریعہ ایک تحریک فرمائی مجھے یقین تھا کہ وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی عہد کرتی ہے اس آواز پر صدائے لبیک بلند کرے گی۔

مگر ہنوز روز اول کا معاملہ ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک تبلیغی سلسلہ ہے اور اس میں داخل ہونے کے ساتھ ایک احمدی تبلیغ و نشر ہدایت کی امانت و عہد کو اٹھا لیتا ہے ہندوستان ہی میں نہیں اطراف عالم میں تمہیں سلسلہ کی اشاعت کرنی ہے اور اس کے لئے جس جماعت کی ضرورت ہے وہ تھوڑی نہیں ہو سکتی۔ مبلغین کی کثیر جماعت تو خاص ہندوستان ہی کے لئے بکار ہے اور پھر مختلف مذاہب کے متعلق ماہرین خاص کی ایک جماعت مطلوب ہے۔ اس لئے کہ اسلام کا مقابلہ کسی ایک قوم اور ایک مذہب سے نہیں۔

وہ نوع انسان کے لئے آیا ہے اور جہاں جہاں کسی رنگ میں باطل ہے اسے دور کر کے اس کی جگہ حق قائم کرتا ہے ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ ہم میں وہ علماء و مبلغین موجود ہوں جو زمانہ کی ضرورت اور علوم جدیدہ کے ماہر اور واقف ہوں اور مختلف مذاہب کو ان کی اپنی زبانوں میں مطالعہ کریں تاکہ وہ ایسے طور پر انکا مقابلہ کر سکیں۔ جیسے ایک گھر کا بھیدی اور واقف کار ہوتا ہے مدرسہ احمدیہ کے قیام کی غرض ایسے عالم طیار کرنا ہے جو علوم اسلامیہ کے ہی ماہر نہ ہوں بلکہ اسلامی حقیقت کے اظہار میں ان کی علمی اور عملی قوتیں موثر حربہ کا کام دے سکیں۔

یاد رکھو۔ اگر دنیوی طور پر ایک کثیر تعداد یونیورسٹی کے ڈگری یافتوں کی بھی تم پیدا کر لو۔ تو وہ کام نہیں ہو سکیگا۔ جو فلسفہ اسلامیہ کے ماہرین کر سکیں گے۔ ہماری جماعت میں علماء کی تعداد اس قدر نہیں ہے کہ وہ سلسلہ کے بڑھتے ہوئے کاموں کو سنبھال سکیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس مدرسہ کو بہت ترقی دی جاوے۔ اور وہ ایک کلیہ الہیات کا قائمقام ہو۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مدرسہ میں بھی کچھ اصلاح کی گنجائش ہے لیکن یہ کام ناظمان مدرسہ کے غور و فکر کا ہے اگر مدرسہ کی مالی حالت ایسی ہو کہ اس کے لئے بھی ناظمان مدرسہ کو ہمہ وقت فکر کرنا پڑے تو وہ اتنا وقت کہاں سے نکال لائیں گے جو اس کی ترقی اور بہتری کی دوسری تجاویز پر غور کر سکیں۔

اس لئے اس ضرورت کا احساس قوم کو کرنا چاہیئے مدرسہ کو مالی مشکلات سے نجات دو۔ اور اس میں اپنے بچے بھیجو۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے کئی کئی بچے دیئے ہیں۔ آخر وہ ان کی ضروریات کا تکفل بجائے خود کرتے ہیں۔ اور انگریزی تعلیم کے لئے بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ کیا بات ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں آتے ہی وظیفہ کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمت مردانہ سے کام لو۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر بیس بزرگ ہمت کریں۔ اور اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں اپنے خرچ پر داخل کر دیں اور بیس انجمنیں۔ بیس وظائف دیدیں تو چالیس لڑکوں کی ایک جماعت مدرسہ احمدیہ میں طیار ہو سکتی ہے۔

بار بار ایک تحریک کا ہوتے رہنا فرض شناس قوم کے جذبات ایثار کی میرے نزدیک ایک ہتک ہے اس لئے اس تحریک کو زیادہ دنوں تک جاری رکھنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے اپریل کے آخر تک بیس انجمنیں جن کے نام میں پہلے لکھ چکا ہوں ایک ایک وظیفہ کے لئے انتظام کر دیں مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان وظائف کا اثر سابقہ چندوں پر نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور بیس بزرگ اپنے بچوں کو اپنے خرچ پر مدرسہ میں داخل کریں۔

۲۶ مئی کو یاد رکھو

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں جانے کیا یاد آیا

دنیا میں ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کی تاریخ ایک نہ بھولنے والی تاریخ ہے کیونکہ یہ وہ دن ہے جس دن خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ بندہ جو دنیا میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے آیا اور جس نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب عظیم کی موج پیدا کر دی۔ رفیق اعلےٰ سے جا ملا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال حیطرح مبارک اور سلامتی کا دن ہے جس طرح آپ کا یوم پیدائش کیونکہ خدا کی طرف سے جو لوگ دنیا کی اصلاح و تہذیب نفوس کے لئے آتے ہیں۔ ان کی زندگی ان کی موت۔ ان کی ہر حرکت و سکون خدا تعالیٰ کی تجلیات کا مظہر اور دنیا کے لئے موجب خیر ہوتی ہیں۔

فطرۃ انسانی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ تاریخی واقعات سے ان میں ایک تحریک اور جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ سر ہے جو دنیا میں یادگاروں کے قائم کرنے کے اصول کی تہ میں کام کرتا ہے۔ اور یہی راز ہے جو بعض مقامات پر انسانی قلب کے اندر خاص قسم کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ انسانی فطرت کے اس پاک جذبہ سے کام لینا بھی ایک سعادۃ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی یادگار کا سوال مجھے پیش نہیں کرنا بلکہ میں ۲۶ مئی کے اس عظیم الشان واقعہ سے فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض بعثت دنیا میں اسلام کو پھیلانا اور اس کی عملی سچائیوں کا اظہار تھا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو اکناف دنیا میں پہونچایا جاوے۔ جماعت میں اس جذبہ کو پیدا کرنے کے لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس مرتبہ ۲۶ مئی کو الحکم کا ایک خاص نمبر نکالا جائے اس سے پہلے بھی ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کے بعد مئی کا آخری نمبر ہمیشہ ایک خصوصیت لیکر شائع ہوتا رہا ہے اور اس کی بہت سی کاپیاں جو ایڈیٹر الحکم کی وسعت سے اندر ہوتی تھیں مفت شائع ہوتی رہی ہیں۔ لیکن اب میں یہ نہیں کر سکتا۔ میں چاہتا ہوں اگر احباب اس خصوص میں میرے مددگار ہوں تو ۱۴ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کا الحکم ۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کے الحکم کے ساتھ ملا کر اور مزید ۲۴ صفحے شامل کر کے ۴۸ صفحہ پر یا کم از کم ۴۰ صفحہ پر شائع کیا جاوے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خصوصیتوں کے مختلف پہلوؤں پر اعلیٰ درجہ کے مضامین ہوں جو جماعت کے سربرآوردہ احباب سے لکھوائے جائیں یہ نمبر کم از کم دو ہزار پرچہ چھاپنا چاہتا ہوں۔ دو ہزار کی تعداد کا اظہار کرتے ہوئے مجھے تو شرم آتی ہے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ میں اس تعداد میں بھی اسے شائع کر سکونگا یا نہیں۔ یہ نمبر گو احباب اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں تبلیغ کیلئے تقسیم کر سکیں گے۔ غیر قومیں خاص خاص نمبر دس دس اور پندرہ پندرہ ہزار شائع کرتی ہیں۔ لیکن الحکم اگر کم از کم دو ہزار بھی شائع کر سکا تو یہ ایک مبارک تحریک کی ابتدا ہو گی۔

اخبار اگر ۴۸ صفحہ پر شائع ہوا تو دس پرچوں کی قیمت ؏ ہو گی ایکسو احباب دس دس پرچے خرید کریں تو ایک ہزار کی تعداد ایک ہفتہ کے اندر پوری ہو سکتی ہے انجمنوں کی تعداد دو سو کے قریب ہے۔ بہرحال میں نے اس تحریک کو شائع کر دیا ہے ۲۱ اور ۲۸ مئی کا الحکم بطور ایک خاص نمبر کے انشاء اللہ شائع کیا جاویگا دو ہزار درخواستیں پوری ہو گئیں اور ان کی قیمت پیشگی آ گئی تو وہ چالیس صفحوں پر شائع ہو گا ورنہ ۲۴ صفحوں پر ہو گا۔ اس کا عملی جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خادموں کا کام ہے۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اگر جماعت نے اس پرچہ کو کامیاب بنانیکی کوشش کی تو انشاء اللہ العزیز مضامین کے لحاظ سے یہ

معارف القرآن

(نمبر ۳)

جو قرآن مجید کی شان بلند کا اظہار قرآن مجید ہی کے الفاظ میں کسی قدر اس باب کے گذشتہ دو نمبروں میں نے کیا ہے اور جو کچھ لکھا گیا ہے وہ شمہ از شمایل قرآن ہے۔ اللہ تعالےٰ نے توفیق دی اور اس کے فضل سے میں مایوس نہیں۔ تو جس ترجمۃ القرآن کی بنیاد میں نے رکھی ہوئی ہے اور جس کے قریباً ساڑھے بارہ پارے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے مقدمہ میں بہت کچھ وسعت و بسط سے لکھنے کا ارادہ ہے۔ لیکن اگر ہمت و حیات نے ساتھ نہ دیا تو کوئی اور جو اس کام کو پورا کریگا۔ اسے بھی لکھ دیگا الحکم کا ایک ورق معارف قرآنی کے اظہار کا کہاں متحمل تاہم ما لایدرک کلہ لا یترک کلہ جو بن پڑتا ہے کرنے کو طیار ہوں ؎

گر نباشد بدوست رہ بردن ؛؛ شرط عشق است در طلب مردن

قرآن مجید کی شان بلند کے بعد آج اسماء القرآن پر کچھ عرض کرتا ہوں۔ اور جیسا کہ شان قرآن کریم بجائے خود قرآن مجید کی تعلیم۔ مقصد و غایت کا اظہار ہے اسماء القرآن بھی وہی کیفیت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی اسماء القرآن ہی کی ایک شان ہے امید ہے قارئین کرام اس سلسلہ سے خاص فائدہ اٹھائینگے۔ اگر ان کی راؤں کا پتہ لگے تو اور بھی بہتر ہو

(ایڈیٹر)

قرآن مجید کے ناموں کی خصوصیت قرآن مجید کے بہت سے نام خود قرآن مجید میں ہی آئے ہیں۔ اگرچہ ان سب کی میں تفصیل نہ کر سکوں۔ کیونکہ بعض اسماء کا ذکر شیون قرآنیہ کے اظہار میں بھی آچکا ہے۔ لیکن یہ امر بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید اپنے اسماء کے لئے کسی دوسرے کا رہین منت نہیں۔

دوسری کتابوں کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے اسماء ان کتابوں میں بطور اسم ذات کے آئے ہیں۔ لیکن قرآن مجید یہ دعویٰ بلند آہنگی سے کر رہا ہے کہ میرا نام قرآن ہے اور ایک بار نہیں بلکہ ساٹھ بار بتایا ہے۔

اسی طرح دوسرے اسماء کا ذکر بھی خود قرآن مجید نے کیا اور ان اسماء کے اندر وجہ تسمیہ کا ایک دراز اور لذیذ سلسلہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ (الف) جس طرح پر قرآن کریم کے الفاظ و معانی کلام ربانی ہیں اسی طرح اس کے اسماء بھی الہامی اور منجانب اللہ ہیں۔

(ب) جس طرح قرآن مجید انسانی دستبرد اور تحریف و تبدیل سے پاک اور محفوظ ہے۔ اس کے اسماء پر بھی انسانی تصرف نہیں۔

(ج) قرآن مجید اپنے اسماء ہی سے یہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ثبوت کے لئے دوسروں کا محتاج نہیں۔ اور فن بلاغت میں وہ اعلےٰ مقام پر ہے۔

قرآن مجید کے اسماء خصوصی یوں تو قرآن مجید کے تمام اسماء اپنے اندر ایک خصوصیت اور امتیاز رکھتے ہیں لیکن میری مراد اس مقام پر قرآن مجید کے ان اسماء سے ہے جو عام طور پر اور کثرت کے ساتھ قرآن مجید کے پکارے جاتے ہیں۔

فرقان کے نام سے قرآن مجید خود اسی میں پکارا گیا ہے۔

(۱) وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان

ترجمہ۔ اور توراۃ اور انجیل کو اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا۔ اور فرقان کو نازل کیا (سورۃ آل عمران)

(۲) تبارک الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہٖ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے فرقان کو اپنے بندہ پر نازل کیا۔ تاکہ تمام عالموں

کے لئے نذیر ہو (سورۃ الفرقان)

فرقان کا لفظ قرآن مجید میں اور بعض مقامات پر بھی آیا ہے۔ اور فرقان کا عطا ہونا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ولقد آتینا موسیٰ وہارون الفرقان۔ یہ فرقان فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کا نشان تھا۔

قرآن مجید کا نام فرقان کیوں ہوا

قرآن مجید کے اس نام کے متعلق یورپ کے مستشرقین اور علماء اسلام میں بھی مختلف بحثیں ہوئی ہیں۔ مگر ان سے قطع نظر ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ قرآن مجید خود اس نام کی کیفیت اور وجہ تسمیہ کیا بیان کرتا ہے؟ کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم ایک کتاب مفصل ہے۔ اس لئے فرقان کے معنے خود اسی میں دیکھتے ہیں۔

فرقان مصدر ہے اور اس کے اشتقاق کو بھی قرآن مجید نے استعمال کیا ہے۔ جیسے فرمایا۔ والفارقات فرقاً۔ قسم ہے ان چیزوں کی جو حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی ہیں۔

اس سے فارق کے معنے فیصلہ کن یا ممیز کے ثابت ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید دوسرے مقام پر آپ اس کی توضیح فرماتا ہے۔

اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ۔

اگر تم ایمان لائے ہو خدا پر اور اس (نشان صداقت) پر جو ہم نے اپنے بندہ پر اس دن نازل کیا جو حق و باطل میں فیصلہ کرنے کا دن تھا۔

اس آیت میں جنگ بدر کو یوم الفرقان قرار دیا کیونکہ اس نے حق و باطل اور کفر و اسلام میں ایک فیصلہ کر دیا تھا۔ قرآن کریم مذکورہ بالا استشہاد سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ فرقان کے معنے فیصلہ کرنے یا حق و باطل میں تمیز کرنیکے ہیں

پھر ایک اور مقام پر فرمایا۔ یاایہا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً مومنو اگر تقوی اللہ اختیار کرو گے تو وہ تمہیں قوت فیصلہ عطا فرمائیگا اس معنے میں متعدد مقامات پر فرقان کا لفظ آیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فرقان کے معنے روح تمیز۔ ضمیر فیصلہ یا فیصلہ کرنے اور فیصلہ کرنے والے کے ہیں۔

پس جب کسی کتاب کو فرقان کہا جائیگا تو اس کے معنی حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب کے ہونگے۔

قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کو بھی فرقان دیا گیا۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے لیکن یہ فرقان موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ تھا کیونکہ کتاب کا نزول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوا تھا اور اس عطائے فرقان میں ہارون بھی شریک موسیٰ تھے جیسا کہ فرمایا۔

ولقد آتینا موسیٰ وہارون الفرقان

یہ فرقان وہی ہلاکت فرعون کا نشان تھا۔ غرض قرآن مجید کا ایک نام فرقان ہے اور اس لئے ہے کہ حق و باطل میں فرق کر دیتا ہے۔ اور دشمنوں کے لئے امتیازی نشان عطا کرتا ہے اس کی تعلیم قوت فیصلہ اور روح تمیز بخشتی ہے۔

آیندہ قرآن مجید کے نام پر انشاء اللہ بحث ہوگی۔ باللہ التوفیق۔

درخواست دعا

سلسلہ کے مخلص عقیدتمند اور نوجوانانِ سلسلہ میں ممتاز ڈاکٹر کپتان سید حبیب اللہ شاہ صاحب کی طبیعت ناساز ہے احباب نہایت خشوع و خضوع سے اس ہونہار نوجوان کے لئے التزاماً دعا کریں۔ حضرت ڈاکٹر سید ستار شاہ صاحب قبلہ کو کپتان حبیب اللہ کی علالت مزاج کی تشویش ہے خصوصاً اس لئے کہ اس کا دوسرا نوجوان اور عزیز فرزند ولی اللہ شاہ جو تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے لئے شام میں گیا تھا۔ اس کی کوئی خبر نہیں آئی۔ احباب ان دونوں بھائیوں کے لئے بہت دعا کریں ٭